حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے خاندان کے
تمام مشائخ اور اکابر علماء و مشائخ دیوبند کے حالات
و حکایات پر نہایت مستند اور دلچسپ کتاب



اَرواحِ ثلاثہ

یعنی

حکایاتِ اولیاء





حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

مکتبہ عمر فاروق

ارواحِ ثلاثہ
یعنی
حکایاتِ اولیاء

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کے خاندان
کے تمام مشائخ اور اکابر علماء و مشائخ دیوبند کے حالات
و حکایات پر نہایت مستند اور دلچسپ کتاب

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ

مکتبہ عمر فاروقؓ
4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی
Tel: 021-34594144 Cell: 0334-3432345

نام کتاب .... ارواحِ ثلاثہ یعنی حکایاتِ اولیاء

مؤلف .... حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اول .... نومبر 2009ء

تعداد 1100

طابع .... القادر پرنٹنگ پریس کراچی

ناشر .... مکتبہ عمر فاروق 4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی

021-34594144 Cell: 0334-3432345

ملنے کے پتے

دار الاشاعت، اردو بازار کراچی
اسلامی کتب خانہ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
قدیمی کتب خانہ، آرام باغ کراچی
ادارۃ الانور، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ
کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی
مکتبہ العارفی، جامعہ امدادیہ ستیانہ روڈ فیصل آباد
مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور
مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار لاہور
مکتبہ علمیہ، جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ
وحیدی کتب خانہ، محلہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور

فہرست مضامین حکایات اولیاء

پیش لفظ

از حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تجربہ شاہد ہے کہ بزرگان دین کی حکایات و روایات میں بھی ایک خاص نور ہوتا ہے جو سننے والے پر کسی درجہ میں وہی اثر ڈالتا ہے جو ان بزرگوں کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیشہ بزرگان دین نے ایسی حکایات کے جمع کرنے اور شائع کرنیکا اہتمام کیا ہے۔ زیر نظر کتاب اسی مقصد کیلئے حکیم الامت حضرت سیدی مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے ایما پر چند حضرات نے لکھی اور حضرت نے ان میں سے بعض پر کچھ حواشی بھی تحریر فرمائے۔ یہ مجموعہ حضرت ہی کے زمانہ میں حضرت ہی کی تجویز سے ارواح ثلاثہ کے نام سے شائع ہوا۔

مولانا ظہور الحسن صاحب کسولوی سابق صدر مدرس مظاہر علوم جن کو حق تعالیٰ نے پاکستان بننے کے بعد خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون کے نظم و انتظام کا شرف عطا فرمایا ہے انہوں نے اس کتاب کی طبع ثانی میں تینوں رسالوں کے مضامین ایک نئی ترتیب اور مفید تمہید کیساتھ شائع کیا اس کے بعد اسی ترتیب و تمہید کیساتھ بار بار شائع ہوتی رہی۔

حال میں برخوردار مولوی محمد رضی سلمہ مالک کتب خانہ دار الاشاعت بندر روڈ کراچی نے اس کتاب کے شائع کرنے کا ارادہ کیا اور مجھ سے مشورہ لیا۔ اس وقت کتاب پر نظر ڈالنے سے چند ترمیمات مناسب معلوم ہوئی ہیں۔ (۱) مذکورہ رسائل پر حواشی حضرت حکیم الامت کے لکھے ہوئے تھے گذشتہ طباعت میں ان حواشی کو بھی متن کے اندر لے لیا گیا تھا جس سے پڑھنے والوں کو الجھن پیش آتی تھی۔ اس جدید ایڈیشن میں حواشی کو حاشیہ پر ہی لکھ دیا گیا ہے۔

(۲) چونکہ اس نئی ترتیب میں تینوں رسالوں کے مضامین کو یکجا کر دیا گیا ہے اس لئے اب ان تمہیدات کی خاص ضرورت نہ رہی جو ہر رسالہ کے شروع میں لکھی ہوئی تھی مگر مفید معلومات

پر مشتمل ہونیکی بنا پر پہلی اشاعتوں میں مولانا ظہور الحسن صاحب کی تمہید کے بعد اصل کتاب شروع ہونے سے پہلے ان تمہیدات سابقہ کو بھی لکھ دیا گیا ہے جو بظاہر اس جگہ بے جوڑ نظر آتی ہے اس لئے اس جدید طباعت میں تمہیدات سابقہ کو آخر میں لگادیا گیا ہے۔

(۳) پچھلی طباعت میں مولانا ظہور الحسن صاحب نے کچھ جدید اضافے بزرگوں کی حکایات کے اپنی طرف بھی مستند حوالوں کیساتھ کئے تھے اسی سلسلہ میں آخر کتاب میں ایک حکایت سیدی و استادی حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب معروف بہ میاںصاحب رحمتہ اللہ کی بھی لکھی۔یہ بزرگ اگرچہ قرن وعمر کے اعتبار سے سب بزرگوں کے شاگرد تھے مگر بچپن ہی سے گویاولی اللہ تھے میرے والد ماجد حضرت مولانا محمد یٰسین کے شاگرد تھے والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ان کو بچپن میں بھی کبھی جھوٹ بولتے نہیں دیکھا بعض اوقات کوئی خطا ہو گئی اور کسی کو خبر نہیں ہوئی کہ یہ کام کس نے کیا۔ سب کے سب ڈر کے مارے خاموش ہیں' حضرت میاں صاحب خود آگے بڑھ کر فرمادیتے یہ خطا مجھ سے ہو گئی ہے معاف کر دیجئے'احقر پر موصوف کی بڑی شفقت و عنایت تھی اسلئے ان کی کچھ حکایات مجھ سے سنی ہوئی اور کچھ آپ بیتی میرے بڑے لڑکے مولوی محمد زکی نے اپنے ایک مضمون میں جمع کر دی تھیں جو ماہنامہ البلاغ کراچی میں شائع ہوئی۔ یہ حکایات بھی آخر کتاب میں شامل کر دی گئیں۔

افسوس ہے کہ اب سے ڈیڑھ ماہ پہلے یہ برخوردار دینا سے رخصت ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون اس وقت یہ مضمون مرحوم کی یادگار بھی ہے اور بہت سی عبرتوں اور نصیحتوں کا مجموعہ بھی اللہ تعالیٰ نافع ومفید فرمادے۔

بندہ محمد شفیع خادم دار العلوم کراچی

۲۴/صفر ۱۳۹۵ھ

تمہید رسالہ ارواح ثلاثہ

مجموعہ امیر الروایات وروایات الطیب واشرف التنبیہ وغیرہ

الحمد للہ وکفی والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی امابعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا زمانہ وہ زمانہ تھا کہ ہر شخص انتہا درجہ کی جہالت وضلالت کا شکار تھا خواہش پرستی اور ہوالبازی ہر شخص کا شعار تھا وہ اپنی اولاد کو زندہ درگور کردینے کو اپنی عزت سمجھتے تھے حق اور ناحق کی طرفداری اور عصبیت انکا شب وروز کا شیوہ تھا قتل وفساد سے مطلقاباک نہ کرتے تھے حق پوشی اور ناحق کوشی رات دن کا شغل تھا بد اطواریاں اور بداخلاقیاں یہاں تک ترقی کر گئی تھیں کہ ان کو انسان کہنا مشکل تھا باوجود اس جہالت وگمراہی کے اس کیمیا ءی اثر کو دیکھئے کہ جس شخص نے ہدایت پاکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر آقائے دوجہان فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کو دیکھ لیا' نہیں بلکہ پردہ کے پیچھے سے ہی آپ کی آواز سن لی' وہ ایسا کندن بن گیا کہ نہ اب ابو حنیفہ وشافعی اسکے رتبہ کو پہنچ سکتے ہیں نہ جنید وشبلی نہ کوئی اور بڑے سے بڑا تابعی

جرعہ خاک آمیز چوں مجنون کند　　　صاف اگر باشد ندانم چوں کند

پس ان حضرات کے مراتب کا اندازہ کون لگا سکتا ہے جنہوں نے اپنی عمر کا بڑا حصہ حضور کی زیر تربیت گذارا ہو۔ اور اپنی نشست وبرخاست' طعام وکلام' سفر وحضر کی ہر حالت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت واتباع کے مدتوں زیر اثر رکھا ہو۔ وہ کیا بات تھی کہ جس نے ادنی درجہ کے صحابی کو بڑے سے بڑے تابعی کا سر تاج بنادیا غور کرنے اور نصوص کی دلالت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضور کی صحبت فیض اثر تھی پس معلوم ہوا کہ صحبت ایسی قوی التاثیر اور سریع الاثر شے ہے کہ ذرا سی دیر میں آدمی کو کہیں سے کہیں پہنچادیتی ہے کیوں نہ ہو صحبت تو وہ چیز ہے کہ روحانیت سے گزر کر مادیات تک میں اپنا اثر دکھلاتی ہے چنانچہ سعدی فرماتے ہیں

گلے خوشبوئے در حمام روزے　　　رسید از دست محبوبے بدستم

بدو گفتم کہ مشکے یا عبیری کہ از بوئے دلا ویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم ولیکن مدتے باگل نشستم
جمال ہمنشین در من اثر کرو وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

حضرات صوفیہ نے اس راز کو خوب سمجھا ہے اور مستفیدین وطالبین کی اصلاح کیلئے صحبت نیک کو نہایت ضروری قرار دیا ہے اور مختلف عنوان سے اس کی اہمیت کو موکد فرمایا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا ہے۔

؎ صحبت نیکاں اگر ایک ساعت است بہتر از صد سالہ زہد وطاعت است
؎ ہر کہ خواہد ہمنشینی باخدا گو نشیند در حضورِ اولیاء
؎ یک زمانہ صحبت با اولیا بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
؎ گر تو سنگ خارہ ومرمر شوی چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی
؎ صحبت صالح تراصالح کند صحبت طالح تراطالح کند

اسی بناپر حضرات صوفیائے کرام کے یہاں صحبت کو طریق کا جزو اعظم قرار دیا گیا ہے اور مشائخ اپنی تصانیف اور ملفوظات ومکتوبات میں اس کی جابجا تاکید فرماتے رہے ہیں چنانچہ عارف شیرازی فرماتے ہیں

مقام امن ومئے بے غش ورفیق وشفیق گرت مدام میسّر شود زہے توفیق

اکبر الٰہ آبادی ان ہی بزرگوں کی ترجمانی اس طرح فرماتے ہیں

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اور چونکہ یہ ظاہر ہے کہ ہر شخص اپنی ناداری وکم مائیگی یا مشاغل کیوجہ سے اس پر قادر نہیں ہے کہ بال بچوں اور روزگار کو چھوڑ کر دور دراز کے سفر کی مشقت اور کرایہ وزادراہ کے اخراجات کو برداشت کر سکے بلکہ بہت لوگ اپنی بے کسی ناداری یا دور افتادگی یا دوسروں کی ملازمت وتابعداری کیوجہ سے ایسے ناچار ومجبور ہیں کہ گھر اور ملازمت وغیرہ چھوڑ کر تھوڑا وقت بھی

بزرگوں اور اللہ والوں کی صحبت کیلئے نہیں نکال سکتے یا وہ مدت نفع تام کیلئے ناکافی ہوتی ہے سلئے بزرگان ملت نے ایسے لوگوں کیلئے بطور مکافات بزرگوں کی حکایات وملفوظات اور ایسے حضرات جو صحبت نیک سے محروم ہیں ان کیلئے ایسی کتابوں کا مطالعہ ہی صحبت نیک کا قائم مقام ہے اور مواعظ کا مطالعہ تجویز فرمایا ہے حضرت عارف شیرازی کا یہ شعر اسی حالت پر محمول ہے

[1] دریں زمانہ رفیقے کہ خالی از خلل است صراحی مئے ناب وسفینہ غزل است

چنانچہ زمانہ سلف سے یہ معمول جاری ہے کہ بزرگوں کی حکایات وملفوظات اور حالات کو جمع کر کے کتابی صورت میں شائع کر دیا جاتا ہے جیسا کہ کتاب قصص الانبیاء روض الریاحین تذکرۃ الاولیاء حکایات الصالحین سب اسی موضوع پر لکھی گئی ہیں اور ہمیشہ حضرات مشائخ طالبین کو ان کے مطالعہ کی ترغیب وتاکید فرماتے رہے ہیں چونکہ یہ طبعی امر ہے کہ جن بزرگوں سے انسان کو خاندانی انتساب اور محبت ہوتی ہے انکی حکایات وحالات سے خاص انس اور ان کے اعمال واقوال کے اتباع کی جانب خاص کشش ہوتی ہے لیکن ابتک کوئی کتاب ایسی شائع نہ ہوئی تھی جس میں ہمارے قریب زمانہ کے خاندان [2] ولی اللہی بزرگوں کی حکایات کا ذخیرہ موجود ہو اسلیے ضرورت تھی کہ بزرگان قریبہ کے حالات میں بھی کوئی کتاب مرتب کی جائے حق تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائیں حضرت امیر شاہ خان صاحب کو جنہوں نے باوجود علم رسمی تحصیل نہ کرنے کے بزرگوں کے فیض صحبت سے وہ درجہ حاصل کیا کہ آج اصطلاحی عالم بھی ان کے علمی وعملی مرتبہ پر رشک کرتے ہیں۔

حق تعالیٰ نے ان کو عمروذہن اور حافظہ بھی اسقدر وافر عطا فرمایا تھا کہ وہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب سے لیکر موجودہ زمانہ کے بزرگوں کے حالات وواقعات کو روایات حدیث کی طرح بسندہ

---

[1] یعنی کتب دینیہ کا مطالعہ ۱۲

[2] خاندان ولی اللہی سے وہ حضرات مراد ہیں جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اور ان کے خاندان سے عقیدت کا تعلق رکھتے ہیں اور جن کے خدام کو آج کل جماعت دیوبند سے تعبیر کیا جاتا ہے ۱۲۔

وبلفظہ نقل فرماتے ہیں اور پھر حکیم الامتؒ مرشدی و مولائی جناب مولانا محمد اشرف علی صاحب دام فیوضہم کو حق تعالیٰ دو جہان میں مراتب اعلیٰ عطا فرمائیں کہ آپ نے حضرت خانصاحب موصوف سے بزرگوں کی حکایات کو بذریعہ مولوی حبیب احمد صاحب کیرانوی ضبط کرانیکا اہتمام فرمایا جنکی کوشش اور اہتمام سے یہ تمام حکایات کتابی صورت میں جمع ہو گئیں اور کتاب کا نام راوی کے نام کی مناسبت سے

امیر الروایات :۔ تجویز ہوا اسی سلسلہ میں ہم مولانا مولوی محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند دام فیوضہم کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے بھی حضرت امیر شاہ خانصاحب سے سنکر بزرگوں کے حالات کا ایک مجموعہ روایات الطیب کے نام سے جمع کر کے شائع کیا ایسے ہی جناب مولوی محمد نبیہ صاحب واصل ٹانڈوی دام فیوضہم کی بھی قابل صد منت ہے کہ آپنے حضرت حکیم الامت تھانوی دام فیوضہم کے ملفوظات سے بزرگان ولی اللہی کی حکایات کو جمع کر کے بصورت رسالہ اشرف التنبیہ کے نام سے شائع کیا پس ان سب حضرات کی سعی اور کوشش سے یہ تین رسالے بزرگان سلسلہ ولی اللہی کے حالات میں جمع ہو گئے

(۱) امیر الروایات (۲) روایات الطیب (۳) اشرف التنبیہ چونکہ بزرگوں کے بعض حالات واقوال محتاج تفصیل ہوتے ہیں لہذا پہلے دو رسالوں کے بعض بعض مقامات پر حضرت حکیم الامتہ دام فیوضہم نے بغرض بیان مراد و تفصیل حواشی بھی تحریر فرمائے جنکو ہر حکایت کیساتھ حاشیہ میں لکھ دیا گیا ہے پہلے رسالہ کے حاشیہ کا نام شریف الدرایات اور دوسرے رسالہ کے حاشیہ کا نام سقایات الصبیب رکھا گیا طبع ثانی کیوقت مولانا محمد نبیہ صاحب موصوف اور مولوی جلیل احمد علیگڑھی دامت الطافہما نے رسالہ اشرف التنبیہ کے آخر میں دو اضافے بھی فرمائے اور اس مرتبہ احقر نے بھی بعض بعض بزرگوں کا حکایات کا معتبر کتابوں سے انتخاب کر کے اضافہ کیا اور پھر چونکہ یہ مجموعہ حکایات علاوہ اضافات موصوفہ کے تین رسالوں پر منتشر تھا اور ہر رسالہ میں بھی ہر ایک بزرگ کی حکایات منتشر طور پر تھیں اس لیے ناظرین کے لیے باعث انتشار تھیں۔ لہذا احقر نے

چاہا کہ تینوں رسالوں اور اضافات سے ہر ہر بزرگ کی حکایات کو انتخاب کر کے جدا جدا جمع کیا جائے تاکہ ناظرین کو ہر ہر بزرگ کے حالات یکجا طور پر مل سکیں چنانچہ حق تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ رسالہ اسی صورت سے تیار ہو کر ہدیہ ناظرین ہے اور حسب تجویز حضرت حکیم الامت مدفیوضہم اس رسالہ کو ارواح ثلثہ سے ملقب کیا جاتا ہے اور ناظرین کی آسانی کے لیے ہر جگہ رسالہ موصوف میں ماخذ کا حوالہ بھی لکھدیا گیا تاکہ ضرورت کے وقت حوالہ دیکھنے میں آسانی ہو حق تعالیٰ اس کو ناظرین اور احقر کے لیے سبب خیر بنائیں اور ان بزرگوں کے فیوض وبرکات سے مستفیض اور ان کے اقوال واعمال کا تتبع اور اپنی محبت کی چاشنی سے ہم سب کو بہرہ اندوز فرمائیں۔

احب الصالحین ولست منهم لعل الله یرزقنی صلاحا

پس اول مزید بصیرت کے لئے تینوں رسالوں کی سابق تمہیدات کو[1] بترتیب رسائل نقل کیا جاتا ہے اس کے بعد روایات وحکایات شروع ہوں گی۔ فقط والسلام۔

(ادنی غلام آستانہ اشرفی احقر ظہور الحسن غفرلہ)

[1] اب اس اشاعت میں یہ تمہیدات کتاب کے آخر میں شائع ہوئی ہیں۔ بندہ محمد رضی عثمانی ۱۲ منہ

سید الطائفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوئ کی حکایات

حکایت (۱) خان صاحب نے فرمایا کہ ایک شخص نے شاہ ولی اللہ صاحبؒ مولانا فخر الدین صاحبؒ مرزا مظہر جان جاناں صاحبؒ کی دعوت کی تینوں کو ایک جگہ بٹھا کر چلا گیا دوپہر ڈھلے آیا اور ایک ایک ٹکہ تینوں کے ہاتھ پر رکھدیا اور یہ کہا کہ حضرت میں ایک کام کو چلا گیا اور دعوت کا بالکل خیال نہ رہا اسوقت ناوقت ہو گیا ہے کھانیکا انتظام نہیں ہو سکتا اسلیے کھانے کے دام دیے گئے مولانا فخر الدین صاحب نے تو اس کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ بھائی یہ بھی تمہارا احسان ہے کیونکہ اگر ہم صبح سے اسوقت تک مزدوری کرتے تب ایک ٹکہ کے مستحق ہوتے اور تم نے ہم کو آرام سے بٹھا کر ایک ٹکہ دیدیا شاہ ولی اللہ صاحب نے خاموشی کیساتھ لے لیا اور کچھ نہ کہا مگر مرزا صاحب ناخوش ہوئے اور یہ کہا کہ تو نے ان حضرات کا وقت ضائع کیا کیونکہ شاہ صاحب اسوقت تک حدیث پڑھاتے اور مولانا فخر الدین صاحب اپنے مریدوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں اپنی نسبت کچھ نہیں کہتا کہ میں کیا کرتا مگر تو نے ان حضرات کو ان دینی خدمتوں سے روک دیا خبردار آئندہ ایسا نہ کرنا اس کے بعد تینوں حضرات اٹھ کر چلے آئے یہ قصہ بیان فرما کر خانصاحب نے فرمایا کہ یہ قصہ مجھ سے حضرت حاجی صاحب نے بھی بیان فرمایا اور مولانا نانوتویؒ نے بھی اور مولانا گنگوہی نے بھی حضرت حاجی صاحب نے تو اس قصہ کو بیان فرما کر یہ فرمایا کہ مولانا فخر الدین صاحب کی بات بہت انکساری کی ہے اس سے چشتیت ٹپکتی ہے اور مولانا نانوتویؒ نے فرمایا کہ شاہ ولی اللہ صاحب کی بات بڑھی ہوتی ہے کہ انکے نفس نے اصلاً حرکت نہ کی اور حضرت گنگوہی نے فرمایا کرتے تھے کہ مرزا صاحب کی بات بہت بڑھی ہوئی ہے عدل کا اقتضا یہی ہے جو کچھ مرزا صاحبؒ نے فرمایا۔

ف۔ اس سے اپنے حضرات کا اختلاف مذاق اور اس سے اختلاف آراء صاف ظاہر ہے۔

حکایت (۲) خان صاحب نے فرمایا کہ میں نے مولوی سراج احمد خورجوی اور مولوی محمد شاہ

۱ احقر کا میلان حضرت گنگوہی کی رائے کی طرف ہے (اشرف علی)